بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَى النَّبِیِّ الْكَرِيمِ وَعَلٰی آلِهِ وَاَصْحابِهِ اَجْمَعِين.

رمضان اور روزہ سے متعلق چند سوالات کے جوابات

۱) میرے دوست کے یہاں ایک صاحب تشریف لائے اور کہا کہ افطار اور سحری کی دعائیں اور نیت کے الفاظ انڈیا اور پاکستان میڈ ہیں، وضاحت فرمادیں۔

۲) انہوں نے کہا کہ خواتین کا اعتکاف صرف مسجد میں ہوتا ہے کیونکہ اعتکاف کے لئے امہات المؤمنین کے خیمے مسجد نبوی میں لگائے گئے تھے۔

۳) انہوں نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو ۱۱ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عرض ہے۔

روزہ کی نیت:

قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ روزہ کے لئے نیت ضروری ہے۔ نیت اصل میں دل کے ارادہ کا نام ہے اور زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص زبان سے بھی نیت کرلے تو بہتر وافضل ہے۔ روزہ کی نیت کے لئے کوئی بھی الفاظ حضور اکرم ﷺ سے منقول نہیں ہیں، یعنی انسان عربی زبان یا جس زبان میں چاہے روزہ کی نیت کرسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص عربی زبان میں نیت کرنا چاہے تو اس کے لئے کیا الفاظ ہوں تو بعض علماء کرام نے لوگوں کی سہولت کے لئے یہ الفاظ تحریر کردئے ہیں: بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَان یعنی میں کل رمضان کا روزہ رکھوں گا۔ کسی بھی زبان میں روزہ کی نیت کی جاسکتی ہے، لیکن آج تک کسی عالم یا فقیہ نے نہیں کہا کہ ان الفاظ کے ساتھ روزہ کی نیت کرنا سنت ہے۔ جس طرح دنیا کی کسی زبان میں بھی روزہ کی نیت کی جاسکتی ہے اسی طرح ان کلمات کے ساتھ بھی نیت کی جاسکتی ہے۔ بعض حضرات نے امت مسلمہ میں خلفشار پھیلانے کے لئے انہی کلمات پر اپنی صلاحیتیں لگانی شروع کردی ہیں۔ یاد رہے کہ کسی بھی عمل صالح کے لئے نیت کے الفاظ زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ نیت درحقیقت دل کے ارادہ کا نام ہے۔

افطار کے وقت دعاء:

افطار کے وقت چند دعائیں نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہیں، جن میں سے دو دعائیں ایک ایک حوالہ کے ساتھ مذکور ہیں:

اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (سنن ابو داود . باب قول عند الافطار . حديث نمبر ۲۳۵۸)

ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰه (سنن ابو داود . باب قول عند الافطار . حديث نمبر

۲۳۵۷) غرضیکہ یہ دونوں دعائیں ایک ساتھ یا دونوں میں سے کوئی ایک یا اس موقع پر حضور اکرم ﷺ سے ثابت شدہ کوئی دوسری دعا مانگی جاسکتی ہے۔

عورتوں کا اعتکاف:

امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی اعتکاف کرسکتی ہیں اور اگر عورت مسجد میں اعتکاف کرے تو بھی اس کا اعتکاف صحیح ہوجائے گا مگر عورتوں کے لئے مسجد میں اعتکاف کرنا بہتر ہے یا اپنے گھر کی اس خاص جگہ پر جو عموماً نماز وغیرہ کے لئے مخصوص کرلی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں علماء کی آراء مختلف ہیں، ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور دیگر علماء کرام نے فرمایا کہ عورتوں کے اعتکاف کے لئے مساجد کے بجائے گھر کی وہ خاص جگہ جو عموماً نماز وغیرہ کے لئے مخصوص کرلی جاتی ہے زیادہ بہتر ہے۔ اس کے متعدد دلائل ہیں مگر اختصار کے مدنظر صرف صحیح بخاری کی ایک حدیث پیش خدمت ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ میں آپ کے لئے (مسجد میں) ایک خیمہ لگادیتی اور صبح کی نماز پڑھ کر آپ ﷺ اس میں چلے جاتے۔ پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ نصب کرنے کی (اپنے اعتکاف کے لئے) اجازت چاہی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اجازت دے دی اور انہوں نے ایک خیمہ نصب کرلیا۔ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی (اپنے لئے) ایک اور خیمہ نصب کرلیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کئی خیمے دیکھے۔ دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ چنانچہ آپ ﷺ کو (حقیقت حال کی) اطلاع دی گئی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے وہ اپنے لئے نیک عمل سمجھ بیٹھی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس مہینہ (رمضان) کا اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے آخری عشرہ کا اعتکاف کیا۔ (صحیح بخاری۔ باب اعتکاف النساء، حدیث نمبر ۱۸۹۶) صحیح بخاری۔ باب الاخبیہ فی المسجد حدیث نمبر ۱۸۹۷ میں بھی تقریباً یہی بات مذکور ہے۔

غرضیکہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امہات المومنین کے مسجد میں اعتکاف کرنے پر حضور اکرم ﷺ نے اپنی ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اسے وہ اپنے لئے نیک عمل سمجھ بیٹھی ہیں۔ نیز پوری دنیا میں عملی طور پر عورتیں مسجدوں میں اعتکاف نہیں کرپاتیں، حتی کہ سعودی عرب میں بھی عورتیں عام مساجد میں اعتکاف نہیں کرپاتیں چہ جائیکہ ہندوپاک کی سرزمین میں اسکی توقع کی جائے۔ صرف چند حضرات لوگوں کے درمیان خلفشار پھیلانے کے لئے اس موضوع پر گفتگو کرتے ہیں، اب یا تو عورتوں کے لئے اعتکاف ہی ختم کردیا جائے یا حضور اکرم ﷺ کی خواہش کے مدنظر گھر کی مخصوص جگہ پر اعتکاف کی اجازت دی جائے۔ حضور اکرم ﷺ کے متعدد اقوال کے پیش نظر پوری امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ عورتوں کی گھر کی نماز مسجد میں ادا کی گئی نماز سے افضل وبہتر ہے۔ جو حضرات گھروں میں عورتوں کے اعتکاف کرنے کو منع کرتے ہیں، اُن سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ گھروں میں اعتکاف کرنے والی عورتوں کو اعتکاف کرنے سے نہ روکو، بلکہ اپنی ماؤں اور بہنوں کو عام مسجدوں میں اعتکاف کراؤ اور پھر جو نتیجہ سامنے آئے سچائی کے ساتھ امت کے سامنے بیان کردو۔ پوری دنیا

کا مشاہدہ ہے کہ جو حضرات عورتوں کے اعتکاف کے لئے مساجد کو لازم قرار دیتے ہیں اُن کی مساجد میں عورتیں تو درکنار مرد حضرات بھی عموماً اعتکاف نہیں کرتے، گویا صلاحیتیں غلط جگہ پر لگنے کی وجہ سے مقصود ومطلوب ہی فوت ہوگیا۔

رکعت تراویح:

جہاں تک رکعت تراویح کا تعلق ہے تو فرض نہ ہونے کی وجہ سے اس میں گنجائش ضرور ہے مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں باقاعدہ طور پر بیس رکعت تراویح ادا ہوئی ہیں، یہ ایسی حقیقت ہے کہ بڑے بڑے اہل حدیث (غیر مقلد) علماء بھی اس کا انکار نہیں کرسکے، تفصیلات کے لئے تراویح سے متعلق میرا مضمون پڑھیں۔

بعض حضرات نے ایک روایت کی بنیاد پر تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت تراویح کا حکم دیا تھا، حالانکہ یہ حدیث تین طرح سے منقول ہے اور حدیث کی سند میں شدید ضعف بھی ہے۔ نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھی گئی، یہ بات سورج کی روشنی کی طرح محدثین واکابرین امت نے تسلیم کی ہے، جیسا کہ میں نے محدثین وعلماء کرام کے اقوال حوالوں کے ساتھ اپنے مضمون میں تحریر کئے ہیں۔ لہٰذا اس حقیقت کا انکار کرنا صرف ہٹ دھرمی ہے۔ امام ترمذیؒ، امام غزالیؒ، علامہ نوویؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، علامہ ابن قدامہؒ، علامہ ابن تیمیہؒ اور مشہور اہل حدیث نواب صدیق حسن خان مرحوم بھوپالیؒ نے بھی وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ مشہور غیر مقلد عالم مفتی محمد حسین بٹالویؒ نے جب پہلی دفعہ ۱۲۸۴ھ میں باضابطہ طور پر فتوی جاری کیا کہ آٹھ رکعت تراویح سنت اور بیس رکعت بدعت ہے تو اس انوکھے فتوے کی ہر طرف سے مخالفت کی گئی۔ مشہور غیر مقلد بزرگ عالم مولانا غلام رسولؒ صاحب نے خود اس فتویٰ کی سخت کلمات میں مذمت کی، اور اس کو سینہ زوری قرار دیا۔ (رسالہ تراویح ص ۲۸، ۵۶)

سعودی عرب کے نامور عالم، مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے (سابق) قاضی شیخ عطیہ محمد سالمؒ (متوفی ۱۹۹۹) نے نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر عربی زبان میں ایک مستقل کتاب (التراویح اکثر من الف عام فی المسجد النبوی) لکھی ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں تصنیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مسجد نبوی میں نماز تراویح ہورہی ہوتی ہے تو بعض لوگ آٹھ رکعت پڑھ کر ہی رک جاتے ہیں، ان کا یہ گمان ہے کہ آٹھ رکعت تراویح پڑھنا بہتر ہے اور اس سے زیادہ جائز نہیں ہے، اس طرح یہ لوگ مسجد نبوی میں بقیہ تراویح کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ ان کی اس محرومی کو دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے، لہٰذا میں یہ کتاب لکھ رہا ہوں تاکہ ان لوگوں کے شک وشبہات ختم ہوں اور ان کو بیس رکعت تراویح پڑھنے کی توفیق ہوجائے۔

اس کتاب میں ۱۴۰۰ سالہ تاریخ پر مدلل بحث کرنے کے بعد شیخ عطیہ محمد سالمؒ لکھتے ہیں: اس تفصیلی تجزیہ کے بعد ہم اپنے قراء سے اولاً تو یہ پوچھنا چاہیں گے کہ کیا ایک ہزار سال سے زائد اس طویل عرصہ میں کسی ایک موقع پر بھی یہ ثابت ہے کہ مسجد نبوی میں مستقل آٹھ تراویح پڑھی جاتی تھیں؟ یا چلیں بیس سے کم تراویح پڑھنا ہی ثابت ہو؟ بلکہ ثابت تو یہ ہے کہ پورے چودہ سو سالہ دور میں بیس یا اس سے زائد ہی

پڑھی جاتی تھیں۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا کسی صحابی یا ماضی کے کسی ایک عالم نے بھی یہ فتویٰ دیا کہ ۸ سے زائد تراویح جائز نہیں ہیں اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو اس فتوے کی بنیاد بنایا ہو؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۲۰ رکعت تراویح کا اہتمام ہوا، اس کے لئے چند دلائل پیش خدمت ہیں:

☆ حضرت یزید بن رومان ؒ فرماتے ہیں کہ لوگ (صحابہ کرام) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۲۳ رکعت (۲۰ تراویح اور ۳ وتر) ادا فرماتے تھے۔ (مؤطا امام مالکؒ، باب ماجاء فی قیام رمضان، ص ۹۸)

☆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے انہیں حکم دیا کہ رمضان کی راتوں میں نماز پڑھائیں۔ چنانچہ فرمایا کہ لوگ سارا دن روزہ رکھتے ہیں اور قراءت اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ اگر آپ رات کو انہیں (نماز میں) قرآن سنائیں تو بہت اچھا ہوگا۔۔۔ پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے انہیں ۲۰ رکعتیں پڑھائیں۔ (مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرہ المہرہ للبوصیری علی المطالب العالیہ ج ۲ ص ۴۲۴)

☆ مؤطا امام مالک میں یزید بن خصیفہؒ کے طریق سے سائب بن یزیدؒ کی روایت ہے کہ عہد فاروقی میں بیس رکعت تراویح تھیں۔ (فتح الباری لابن حجر ج ۴ ص ۳۲۱، نیل الاوطار للشوکانی ج ۲ ص ۵۱۴)

☆ حضرت محمد بن کعب القرظی ؒ (جو جلیل القدر تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ (قیام اللیل للمروزی ص ۱۵۷)

☆ حضرت یحییٰ بن سعیدؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۵)

☆ حضرت حسن ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ کی امامت پر جمع فرمایا۔ وہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھاتے تھے۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۱، باب القنوت والوتر)

☆ حضرت سائب بن یزید ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں تین رکعت (وتر) اور بیس رکعت (تراویح) پڑھی جاتی تھیں۔ (مصنف عبد الرزاق ج ۴ ص ۲۰۱، حدیث نمبر ۷۷۶۳)

☆ حضرت سائب بن یزیدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہم ۲۰ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے، اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان غنی ؓ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔ (السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

واللہ اعلم بالصواب،،،،

محمد نجیب سنبھلی قاسمی (www.najeebqasmi.com)